# تعارف اور پس منظر

روزنامہ "جنگ" اور پھر ہفت روزہ "الاعتصام" میں مولانا ابوالسلام محمد صدیق صاحب کا ایک مضمون "عورت کی شہادت کا مسئلہ" کے عنوان سے چھپا تھا جس پر راقم الحروف نے ماہنامہ "محدث" میں "فشہادۃ امرأتین تعدل شہادۃ رجل" کے زیر عنوان تبصرہ کیا تھا۔ مولانا مدظلہ العالی نے پھر اس تبصرہ کا جواب قلمبند کر کے ماہنامہ محدث ہی میں چھپوایا، جبکہ اس سے آئندہ شمارہ میں راقم نے پھر جواب الجواب لکھا۔ یہ ساری بحث، جو چار ماہ کی مدت کو محیط ہے، ماہنامہ محدث میں، بالاقساط شائع ہو چکی ہے۔ راقم کا خیال تھا کہ یہ چونکہ خالص علمی مسئلہ ہے اس لیے نہ صرف اسے یکجا ہو جانا چاہیے بلکہ "ترجمان الحدیث" کے قارئین بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ چنانچہ اس سلسلہ کے دو مضامین گزشتہ شمارہ میں شائع ہو چکے ہیں اور بقیہ دو مضامین اس دفعہ شامل اشاعت ہیں۔

(راقم الحروف اکرام اللہ ساجد)

مولانا ابو السلام محمد صدیق
(سرگودھا)

# "مسئلہ شہادت اور مدیرِ محدث"

قارئین کو یاد ہوگا، پچھلے دنوں جب قانونِ شہادت کا مسودہ مجلسِ شوریٰ میں زیرِ بحث تھا، چند مغرب زدہ خواتین نے مسئلہ شہادت کے بعض پہلوؤں کو "مرد و زن کی مساوات" کے منافی قرار دیتے ہوئے ملک میں ایک طوفان کھڑا کر دیا تھا —— سیاستدانوں کی شہ پر تو یہ ہوا ہی تھا، لیکن جس طرح مغربیت کے ہمنوا، اخبارات و جرائد میں اس علمی مسئلہ پر بے بنیاد خیال آرائیاں کرتے رہے، ان کی بناء پر بعض دین پسند ذہن بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے —— تاہم یہ بات راقم الحروف کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ اس سلسلہ میں معذرت خواہانہ انداز ایک ایسے پختہ کار عالمِ دین کی طرف سے بھی اختیار کیا جائے گا جن کے حلقۂ فکر میں مداہنت کو آج تک رسائی حاصل نہ ہو سکی تھی بلکہ یہ حلقہ تعبیرِ دین میں بدنامی کی حد تک محتاط رہا —— لیکن افسوس، یہ سانحہ رونما ہوا، اور قارئین یہ جانتے ہیں کہ اپریل ۸۳ء کے شمارہ "محدث" میں اس خاکسار نے اپنے ایک آرٹیکل میں جہاں حقوقِ نسواں کے نام نہاد علمبرداروں کی ان خیال آرائیوں پر تبصرہ کیا تھا وہاں صاحبِ مضمون کا نام لیے بغیر "مرد و زن کی مساوات" کے مغربی نظریہ کی تائید میں ان کے ایک مقالہ کا تذکرہ بھی کیا تھا، جس کا ماحصل یہ تھا کہ قرآن کی رُو سے جب دو مردوں کی غیر موجودگی میں ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بن سکتی ہیں تو ان دو عورتوں میں اصل گواہ صرف ایک عورت ہے، دوسری محض یاد دلانے والی یا بغور سننے والی ہے —— جس سے مغربیت کے ان ہمنواؤں کے اس موقف کو بے پناہ تقویت حاصل ہوئی کہ شہادت میں مرد و زن کی مساوات ہے۔

راقم الحروف کو یہ اعتراف ہے کہ علمی میدان میں اس کی حیثیت ایک طالب علم کی ہے

لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ احساس بھی ہے کہ خود اہلِ علم کے نزدیک محض چھوٹائی کے خیال سے شرم میں رہنا کسی ایسے معاملہ میں مستحسن نہیں جس کا تعلق دینی غیرت سے ہو اور بالخصوص جس کی بناء پر فرامینِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر زد پڑتی ہو ـــــ چنانچہ اس آرٹیکل میں ابتداء سے آخر تک راقم الحروف کو صرف ایک ہی اطمینان حاصل رہا، (اور اب بھی حاصل ہے) کہ اس کا موقف اس مبارک ہستی کے انتہائی غیر مبہم اور واضح ارشادات سے عبارت ہے جس کے ذریعے قرآن مجید نہ صرف ہمیں پڑھنے کو ملا، بلکہ اس کی تفہیم و تبیین بھی ہمیں عطا ہوئی ـــــ لہٰذا چاہیے تو یہ تھا کہ صاحبِ مضمون "اُنْظُرُوا اِلیٰ مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرُوا اِلیٰ مَنْ قَالَ" کے مصداق راقم کے شکر گزار ہوتے کہ اس نے حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوالہ سے ان کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا تھا، لیکن ہوا یہ کہ انہوں نے ایک جوابی مضمون میں اپنی [illegible] نہ صرف اپنے دل کی بھڑاس نکالی، طعن و تشنیع سے راقم کو سرفراز فرمایا اور زیرِ بحث مسئلہ میں وارد شدہ انتہائی واضح اور صریح احادیثِ رسول اللہ کو اگر مگر کی بھینٹ چڑھایا، بلکہ اسی بہانے انہوں نے "محدث" اور "مدیرِ محدث" سے اپنی کدورتوں کی تکمیل کا بہانہ بھی تلاش کر لیا، جو اس مضمون کے عنوان سے ہی ظاہر ہے، کیونکہ مضمون نگار تو راقم الحروف تھا، جبکہ "مسئلہ شہادت اور مدیرِ محدث" کے عنوان سے اس مضمون میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان کے مخاطب "مدیرِ محدث" حافظ عبدالرحمٰن مدنی ہیں، جو ان دنوں ملک سے باہر تھے اور ان کی اس عدم موجودگی کا موصوف کو علم بھی تھا ـــــ لہٰذا راقم الحروف اس اظہار کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ وہ ادارۂ تحریر کا رکن تو ضرور ہے، مدیرِ مسئول محدث نہیں ـــــ لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے اس جوابی مضمون کو اسی عنوان کے تحت اہلِ حدیث کے تقریباً تمام رسائل و جرائد میں خصوصی اہتمام سے چھپوایا ہے۔

موصوف نے یہ مضمون اشاعت کی خاطر خود "محدث" کو بھی بھجوایا اور جسے ہم اپنی کوشش کی حد تک بہتر سے بہتر صورت میں ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں، تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ:

۱۔ موصوف کے اس جواب پر راقم کا آئندہ تبصرہ صرف علمی نکات تک محدود رہے گا اور اسے ذاتیات سے ملوث نہ کرتے ہوئے اس میں موصوف کی ذات و علم کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ ان شاء اللہ!

۲۔ قارئینِ کرام اس مضمون کا مطالعہ کرتے ہوئے اس طرف توجہ ضرور فرمائیں کہ جس تعلّی و تفوّق کا طعنہ موصوف نے راقم کو دیا ہے، کہیں وہ خود ہی اس کا شکار تو نہیں ہو گئے ــــ اس پر طرّہ یہ کہ مسئلہ کی حد تک اپنے اس مضمون میں موصوف ہمارے اصل درست موقف کے قریب آنے کی کوشش بھی فرما رہے ہیں ــــ جذباتیت کا طعنہ ہمیں دینے کے باوجود بجوم جذبات میں ہمارے موقف کی تائید میں مزید دلائل فراہم کر رہے ہیں اور جا بجا اپنے سابقہ موقف کی تردید خود ہی کرتے نظر آتے ہیں لیکن اسی موقف پر قائم رہنے کے موقع بہ موقع دعویدار بھی ہیں! ــــ چنانچہ اس مضمون میں انہوں نے نہ صرف ایک مرد کی بجائے دونوں عورتوں کو بحیثیت "شاہدہ من وجہ" تسلیم کیا ہے بلکہ دونوں کو ملا کر شہادت کی تکمیل کا اعلان بھی فرما دیا ہے:

ــــ لہٰذا یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اگر عزتِ نفس مانع نہ ہوتی تو شائد اپنے سابقہ فکر کہ "شاہدہ صرف ایک ہے، دوسری مذکرہ"، کو اپنے جدید فکر سے تطبیق دینے کی لاحاصل کوشش کا شکار نہ ہوتے!

قارئین کرام، یہ مضمون ملاحظہ فرمائیں اور راقم کے آئندہ تبصرہ کا انتظار فرمائیں ــــ وما توفیقی الّا باللہ العلی العظیم، علیہ توکلت والیہ انیب!

خاکسار اکرام اللہ ساجد

---

محدث کا تازہ شمارہ مجریہ جمادی الآخرۃ ۱۴۰۳ھ ہمارے سامنے ہے۔ اس میں فکر و نظر عنوان کے تحت "نَشْہَادَۃُ امْرَأَتَیْنِ تَعْدِلُ شَہَادَۃَ رَجُلٍ یعنی دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے" اس موضوع پر ایک طویل و عریض مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں زیادہ تر ہمارے ایک مضمون کو نشانہ تعاقب بنایا گیا ہے، جو روزنامہ جنگ۔ ہفت روزہ اہلحدیث۔ ہفت روزہ الاعتصام میں چھپا ہے۔ اہل علم کے نزدیک تعاقب ایک مستحسن امر ہے جبکہ اس میں اخلاص و اصلاح پیش نظر ہو اور علم و تحقیق کا ولولہ کارفرما ہو۔ اگر تفوق و تعلّی مقصود ہو تو پھر ایسے تعاقب سے حقیقتِ حال کا کھل کر سامنے آنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ جب ہم زیرِ نظر مضمون کو اس اصول پر جانچتے ہیں تو پورا اترتا دکھائی نہیں دیتا۔ علم و تحقیق تو ایک طرف رہا، جذباتی رنگ زیادہ دکھائی دیتا ہے۔

## مسئلہ شہادت قرآنِ مجید کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ" (سورۃ بقرۃ۔ آیت ۲۸۲)

"تم اپنے مردوں سے دو گواہ بناؤ اگر وُہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں، ان گواہوں سے جن کو تم پسند رکھتے ہو (دو عورتیں اس لیے) کہ ایک ان دونوں میں سے بھول جائے تو دوسری عورت اس کو یاد دلائے گی"

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا تقاضا ہے کہ دو عورتوں میں سے ایک شاہدہ ہو گی اور دوسری مذکرہ۔ شاہدہ ہی شہادت دے گی اور مذکّرہ تذکار کی ذمہ داری ادا کرے گی۔

## مدیرِ محدّث کا تعاقب:

تعاقب اور اس پر تبصرہ سے پہلے ہم اس موقف کو بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو انہوں نے دو عورتوں کی شہادت کی کیفیت کے بارہ میں اختیار کیا ہے، وُہ فرماتے ہیں:

"خود قرآنِ مجید کی نظر میں عورت کا کسی بات کو بھُول جانا ظاہر و باہر ہے اور اسی بناء پر شہادت کے لیے اس کے ساتھ دوسری عورت کا ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے جس سے ایک تو دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہونے کی واضح طور پر نشاندہی ہوتی ہے اور دوسرے اس سے عورت کی عقل کے نقصان کی حقیقت پر استدلال ہوتا ہے۔" (ص ۸)

اس عبارت سے مدیرِ محدّث کا موقف آشکارا ہو جاتا ہے کہ ہر دو عورتیں الگ الگ شہادت دیں گی دونوں شہادتیں جمع ہو کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوں گی۔

**ہمارا نظریہ** ——— لیکن دو عورتوں کی شہادت کے بارہ میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ ایک عورت شاہدہ ہے دوسری مذکّرہ۔ جیسا کہ قرآنِ مجید کی آیت دلالت کرتی ہے۔ مذکّرہ عورت شاہدہ کے ساتھ ہو کر گواہی کو بغور اس لیے سن رہی ہے کہ شہادت کا کوئی حصّہ بھولنے یا چھوڑنے پر اسے یاد دلا کر گواہی کو مکمل کر سکے اور اس کی الگ شہادت نہیں ہو گی بلکہ وُہ تذکار اور تائید کی وجہ سے شہداء کے زمرہ میں داخل ہے۔ شہادت کی اس کیفیت سے "فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ" پر پُورا پورا عمل ہو جاتا ہے۔ اتنی ظاہر بات بھی آپ کی

عقل میں نہ سما سکی اور شہادت کی جو صورت آپ نے بیان کی ہے، مفسرین خصوصاً حافظ ابن کثیرؒ نے تو سخت رد کیا ہے۔ تعاقب کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

"جہاں تک شاہدہ اور مذکرہ کا معاملہ ہے کہ گواہی صرف ایک ہی عورت دے گی دوسری صرف بھول جانے پر یاد دلائے گی یا بغور سنے گی تو یہ قرآن مجید کی کس آیت کا ترجمہ اور کس حدیث رسولؐ کی تشریح ہے؟"

اگر قرآن مجید کا لفظی ترجمہ بھی آپ کی راہنمائی نہیں کرتا کہ ایک عورت شاہدہ دوسری مذکرہ ہے تو پھر خدا ہی حافظ ہے ؎

گر نبیند بروز شپرۂ چشم  چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہم نے اپنے نظریہ کی تائید میں ابن کثیر کی یہ عبارت بیان کی تھی:

اِنَّ شَہَادَتَہُمَا مَعَہُمَا تَجْعَلُہُمَا کَشَہَادَۃِ رَجُلٍ فَقَدْ اَبْعَدَ اَلصَّحِیْحُ ھُوَ الْاَوَّلُ یعنی "جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک عورت کی شہادت دوسری عورت کی شہادت سے مل کر مرد کی شہادت کے برابر ہوتی ہے۔ ان کا یہ قول عقل و نقل کے خلاف ہے صحیح صورت وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے یعنی دونوں میں سے ایک شاہدہ ہے دوسری مذکرہ"

تعاقب میں ایک سہو کی نشاندہی کی گئی ہے کہ ابن کثیر کی عبارت میں "رجل" نہیں "ذکر" ہے ــــ حقیقت یہی ہے کہ عبارت نقل کرنے میں ہم سے سہو ہوا ہے۔ اس اطلاع پر ہم ان کے ممنون و مشکور ہیں لیکن امام ابن کثیرؒ جس نظریہ کو بیان کر رہے ہیں اس تبدیلی سے اس میں کوئی اہم تغیر واقع نہیں ہوا۔ مدیر محدث کا یہ واویلا کرنا خلاف واقعہ ہے کہ "اس سے معاملہ کچھ کا کچھ ہو گیا گویا یہی وہ نقطہ ہے جس نے محرم سے مجرم کر دیا ہے" ــ بایں ہمہ وہ ... بتائیے کہ اس سہو سے کونسی اہم تبدیلی ہوئی؟ یہ بات پتہ دیتی ہے کہ ان کا واویلا جذبات تک ہی محدود تھا۔

## شہادت کے مسئلہ میں حافظ ابن کثیر کا موقف:

انہوں نے آیت "فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے:

اِذَا نَسِیَتِ الشَّہَادَۃَ فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى اَیْ یَحْصُلُ لَہَا ذِکْرٌ بِمَا وَقَعَ بِہٖ مِنَ الْاِشْہَادِ وَبِہٰذَا قَرَأَ اٰخَرُوْنَ فَتُذْکِرَ

بِالتَّشْدِيْدِ مِنَ التِّذْكَارِ وَمَنْ قَالَ إِنَّ شَهَادَتَهَا مَعَهَا تَجْعَلُهَا
كَشَهَادَةِ ذَكَرٍ فَقَدْ أَبْعَدَ وَالصَّحِيْحُ الْأَوَّلُ (ص ۳۳۵)

یعنی "جب شہادت کا ایک حصہ عورت بھول جائے گی تو ان میں ایک دوسری
کو یاد دلائے گی۔ دوسرے قاریوں نے بھی اس کے ساتھ قرأت کی ہے فتذکّر
کاف کی تشدید کے ساتھ ہے جو تذکار سے ہے اور جس نے کہا ہے کہ اس کی
شہادت دوسری کے ساتھ مل کر مذکّر کی شہادت جیسی بنا دے گی، اس کا یہ قول
عقل ونقل کے خلاف ہے صحیح بات پہلی ہی ہے کہ ایک شاہدہ ہوگی اور
دوسری مذکرہ۔"

امام ابن کثیرؒ کا موقف اس اعتبار سے واضح ہے کہ "فَتُذَكِّرَ" تذکار سے بنا ہے جس کا معنی یاد دلانا ہے اور ذکر بالفتح سے نہیں بنا جس کا معنی مذکر جننا یا مذکر بنانا آتا ہے۔ درحقیقت امام ابن کثیرؒ ان لوگوں کا رد فرما رہے ہیں جو کہتے ہیں کہ "فتذکر" ذکر بالفتح سے بنا ہے۔ جس کا معنی ہے کہ ایک عورت کی شہادت دوسری عورت کی شہادت سے مل کر اس کو مذکّر بنا دے گی۔ یعنی مذکّر کی شہادت جیسی بنا دے گی بلکہ فتذکر تذکار سے ہے جس کا معنی یاد دلانا ہے۔ یعنی ایک عورت شاہدہ ہوگی اور دوسری مذکرہ۔

## مدیر محدّث کی سطحی نظر

انہوں نے لکھا ہے:

"جب ایک عورت بھول جائیگی تو دوسری اسکے ساتھ شامل ہو کر اسے
مذکّر بنا دے گی اور یہ اس صورت میں ہے جب "فَتُذْكِرَ" کو بغیر تشدید تُذْكِرَ
پڑھا جائے گا۔"

یہ عبارت بتاتی ہے کہ مدیر محدّث کی سطحی نظر ہے۔ ان کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ [illegible] تشدید سے ہو یا فتذکر تخفیف سے۔ یہ دونوں لفظ جن معانی میں مستعمل ہیں ان [illegible] دلانا اور مذکر جننا یا بنانا بھی آتا ہے۔ تفسیر کشاف میں ہے: فَتُذْكِرَ بِالتَّخْفِيْفِ [illegible] هُمَا لُغَتَانِ وَفَتَذَاكَرَ یعنی فتذکر تخفیف کے ساتھ بھی اور تشدید کے ساتھ لغت ہے اور ایک لغت فتذاکر بھی ہے۔ تفسیر جلالین میں ہے "فتذکر بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ إِحْدَاهُمَا الذَّاكِرَةُ وَالْأُخْرَى النَّاسِيَةُ" یعنی فتذکر تخفیف اور تشدید دونوں کے

ساتھ ہے اور ہر دو کے معانی میں یاد دلانا، مذکر جننا یا بنانا بھی شامل ہے۔ پھر یہ کہنا کہ تُذْکِرَ پڑھنا غلط ہے۔ یہ کس قدر بے خبری ہے، حافظ ابن کثیرؒ نے فتذکّر تشدید کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد من التذکار کی قید لگا دی تاکہ یاد کرانے کے ماسوا کوئی دوسرا معنی مراد نہ لیا جا سکے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فتذکر کے معنی تذکار (یاد کرانے) کے ماسوا اور بھی ہیں اور یہی حال فتذکر تخفیف کے ساتھ قراءت کا ہے اس کا معنی مذکر جننا یا مذکر بنانے کے علاوہ یاد دلانا بھی ہے۔ جب یہ حقیقت ہے کہ فتذکر تخفیف سے اس کا استعمال مذکر بنانے کے علاوہ دوسرے معنوں میں بھی ہوتا ہے تو پھر فتذکر تخفیف سے پڑھنا غلط کس طرح ہو سکتا ہے؟ بلکہ قراء میں سے ابن کثیر اور ابو عمرو کی قراءت بھی یہی ہے۔ احکام القرآن للجصاص میں ہے یعنی فتذکر کی قراءت تشدید سے بھی ہے اور تخفیف سے بھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہر دو کا معنیٰ ایک ہی ہے۔ یہ قول ربیع بن انسؒ، سدی اور ضحاک کا ہے۔ قاری ابو عمرو جن کا شمار قراء سبعہ میں ہے ان کا قول ہے کہ جس نے فتذکر تخفیف سے پڑھا ہے اس کی مراد ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے منزلہ ہے اور جس نے تشدید سے پڑھا ہے انہوں نے تذکیر یعنی یاد دہانی مراد لی ہے۔ ابوبکرؒ کا قول ہے کہ جب کوئی بات دو امر کا احتمال رکھتی ہو تو دونوں قراءتوں میں سے ہر قرائت کو جدید فائدہ او معنی پر محمول کرنا واجب ہے "فَيَكُوْنُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَتُذْكِرَ بِالتَّخْفِيْفِ تَجْعَلُهُمَا جَمِيْعًا بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ وَاحِدٍ فِيْ ضَبْطِ الشَّهَادَةِ وَحِفْظِهَا وَاِتْقَانِهَا" یعنی فتذکر تخفیف کے ساتھ معنی یہ ہے کہ "ان دونوں کو ایک آدمی کے بمنزلہ ضبطِ شہادت اور اس کے حفظ و اتقان میں کر دے گی" "وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى فَتُذَكِّرَ مِنَ التَّذْكِيْرِ عِنْدَ النِّسْيَانِ" یعنی "فتذکر" جو تذکیر سے ہے نسیان کے وقت یاد دلانا ہے۔ پھر فرماتے ہیں "وَاسْتِعْمَالُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى مُوْجِبِ دَلَالَتِهِمَا اَوْلٰى مِنَ الْاِقْتِصَارِ بِهَا عَلٰى مُوْجِبِ دَلَالَةِ اَحَدِهِمَا (ص ۵۱۲)" ان دونوں میں سے ہر ایک کا استعمال ان کی اپنی دلالت کے موجب زیادہ بہتر ہے اس بات سے کہ دونوں میں سے ایک کی دلالت کے موجب اس پر اقتصار کر لیا جائے اور دوسری کو چھوڑ دیا جائے۔" اس کے باوجود کسی امام تفسیر یا امام قراءت نے فتذکر تخفیف کے ساتھ قراءت کو غلط نہیں کہا۔ البتہ اذکار کا لفظ مادہ کے اعتبار سے مختلف معانی میں مستعمل ہے۔ سفیان بن عیینہ نے فتذکر کا مادہ ذکر

بفتح ذال پیش نظر رکھا ہے۔ اس بنا پر ائمہ تفسیر نے اس قراءت کی تردید کی ہے اس لیے کہ اس قراءت کی رُو سے معنٰی یہ ہے کہ ہر دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت جیسی ہے۔ ائمہ تفسیر میں سے کسی امام نے فتذکر تخفیف کے ساتھ قراءت کی مطلق تردید نہیں کی ہے۔

## فشهادة امرأتين تعدل شهادة رجل:

یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اگر اس کا یہ مطلب ہو کہ ہر عورت کی شہادت الگ الگ ہو گی، پھر دونوں مل کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوں گی تو ائمہ تفسیر میں سے اس معنٰی کو کسی امام نے قبول نہیں کیا بلکہ امام ابنِ کثیر نے اس معنٰی کی سخت تردید کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: وَمَنْ قَالَ اِنَّ شَهَادَتَهَا مَعَهَا تَجْعَلُهَا كَشَهَادَةِ ذَكَرٍ فَقَدْ أَبْعَدَ "اور جس نے کہا کہ اس کی شہادت دوسری عورت کی شہادت سے مل کر [illegible] شہادت کے برابر کر دے گی تو یہ عقل و نقل سے بعید ہے" صحیح بات یہ ہے [illegible] اور دوسری مذکرہ۔ امام ابنِ کثیر نے قطعاً یہ نہیں لکھا کہ فتذکر تخفیف کے ساتھ قراءت غلط ہے فانہم ولا تعجل۔

## شہادت اور تذکار:

مشاہدہ سے جو علم حاصل ہوتا ہے اس کو بیان کرنے کا نام شہادت ہے۔ شاہدہ سے شہادت کا کوئی ضروری حصہ رہ جائے، اسے جو عورت یاد دہانی کراتی ہے وہ مذکرہ ہے۔ مذکرہ جب تک شاہدہ کے ساتھ نہ ہو تو ایسی شاہدہ کی شہادت قابلِ قبول نہیں۔ شاہدہ ہو یا مذکرہ، ان کا واقعہ سے پوری طرح باخبر ہونا لازمی امر ہے۔ دونوں مل کر شہادت کو مکمل کریں گی۔ البتہ ان کی حیثیت مختلف ہے ایک شاہدہ جو شہادت دے رہی ہے اور دوسری مذکرہ ہے جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ بھول جانے والے شہادت کے حصہ کو یاد کرائے۔ اگر دیکھا جائے تو مذکرہ بھی من وجہ شاہدہ ہے۔ اس لیے کہ شاہدہ سے شہادت کا جو حصہ رہ گیا ہے اس کو پورا کرنا مذکرہ کا کام ہے۔

قرآن مجید میں ہے "فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى" یعنی "دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں سے جن کو تم پسند کرتے ہو یہ اس لیے کہ ایک ان کی بھول جائے

تو دوسری اس کو یاد کرائے گی۔"

مدیر محدث کا موقف قرآنِ مجید کی اس آیت کے خلاف ہے۔ ان کا قول ہے کہ ہر عورت کی شہادت الگ الگ ہوگی۔ دونوں مل کر ان کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوگی۔ ان کا یہ موقف درج ذیل وجوہات کی بناء پر محل نظر ہے۔

۱۔ ان کا یہ موقف قرآن مجید کی صراحت کے خلاف ہے چنانچہ آیت "اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی" کا تقاضا ہے کہ عورتوں میں سے ایک عورت شاہدہ دوسری مذکرہ ہوگی۔ دو عورتوں کے مقرر کرنے کی قرآنِ مجید نے یہ علت بیان کی ہے "اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی" یعنی "ایک کے بھولنے پر دوسری اس کو یاد کرائے"۔ دو کی تعداد مقرر کرنے کی اور کوئی علت نہیں ہے اور نہ ہی ان کو یہ ہدایت ہے کہ وُہ دونوں الگ الگ شہادت دیں۔ اس سے واضح اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ شہادت کے وقت ایک عورت شاہدہ ہوگی اور دوسری مذکرہ۔

۲۔ مدیر محدث کا جو موقف ہے قریباً تمام ائمہ تفسیر نے اس کی تردید کی ہے۔ تفسیر فتح القدیر میں ہے:

(ا) وَقَالَ ابْنُ عُیَیْنَۃَ مَعْنٰی قَوْلِہٖ (فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی) تُصَیِّرُھَا ذَکَرًا یَعْنِیْ اَنَّ مَجْمُوْعَ شَھَادَۃِ الْمَرْاَتَیْنِ مِثْلُ شَھَادَۃِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ۔ وَلَا شَکَّ اِنَّ ھٰذَا بَاطِلٌ لَا یَدُلُّ عَلَیْہِ شَرْعٌ وَّلَا لُغَۃٌ وَّلَا عَقْلٌ (ص ۲۷۲)

"سفیان بن عیینہ نے (فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی) کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وُہ اس کو مذکر بنا دے گی یعنی ہر دو عورتوں کی شہادت جو الگ الگ ہوتی ہے جمع ہو کر ایک مرد کی شہادت جیسی ہو گی۔ بلاشبہ یہ مفہوم و مطلب باطل ہے نہ اس پر شرع دلالت کرتی ہے نہ لغت اور نہ عقل۔"

(ب) تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"مَنْ قَالَ اِنَّ شَھَادَتَھَا مَعَھَا تَجْعَلُھَا کَشَھَادَۃِ ذَکَرٍ فَقَدْ اَبْعَدَ"

اور جس نے کہا ہے کہ اس کی شہادت اس کے ساتھ جمع ہو کر اس کو مرد کی شہادت کی طرح کر دے گی۔ اس کا یہ قول عقل و نقل سے بعید ہے۔" (ص ۳۳۵)

(ج) تفسیر خازن میں ہے:

وَحُكِيَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ اَنَّهُ قَالَ هُوَ مِنَ الذَّكَرَانِ تَجْعَلَ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰی ذَكَرًا وَالْمَعْنٰی اَنَّ شَهَادَتَهُمَا تَصِيْرُ كَشَهَادَةِ ذَكَرٍ وَالْقَوْلُ الْاَوَّلُ اَصَحُّ لِاَنَّهُ مَعْطُوْفٌ عَلٰی تَضِلَّ ۔ (ص ١٣)

سفیان بن عیینہ سے روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے کہا کہ فتذکر کا ماخذ ذکر ذال کی فتح سے ہے یعنی ایک دوسری کو مذکر بنا دے گی یعنی دونوں کی شہادت مرد کی شہادت کی طرح ہو جائے گی۔ پہلا قول صحیح ہے، اس لیے کہ فَتُذَكِّرَ کا عطف تَضِلَّ پر ہے یعنی تذکار سے ہے۔ ایک شاہدہ دوسری مذکرہ ہوگی "

٣۔ اگر دونوں عورتوں سے شہادت الگ الگ لی جائے جیسا کہ مدیر محدث کا خیال ہے تو ان کی شہادت میں تضاد اور اختلاف کا بھی امکان ہے۔ ایسی صورت میں ہر دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر کس طرح ہوگی؟ لہٰذا شہادت کی وہی صورت صحیح ہے جس کو قرآن مجید نے بیان کیا ہے یا ائمہ تفسیر نے اس کی وضاحت کر دی ہے

## تذکر اور تضل:

مدیر محدث نے تذکر اور تضل کے بارہ میں تحقیق کی ایک جدید راہ اختیار کی ہے فرماتے ہیں:

" تُذَكِّرَ یاد دلانے کے معنی میں پڑھا جائے گا نہ کہ تُذْكِرَ مذکر بنانے کے معنی میں۔ اور یہی مفہوم دوسری تفسیروں سے بھی ثابت ہے بلکہ بعض نے تو یہ تصریح بھی کی ہے کہ فَتُذَكِّرَ تَضِلَّ کے مقابلہ میں ہے" (ص ١١)

اگر علم لغت پر توجہ فرماتے تو یہ کہنے کی کبھی جسارت نہ کرتے کہ فَتُذَكِّرَ تَضِلَّ کے مقابلے میں ہے۔ یہ اس لیے کہ تَضِلَّ کا اطلاق ایک سے زیادہ معنوں پر ہوتا ہے۔ اسی طرح فَتُذَكِّرَ کا اطلاق ایک سے زیادہ معنوں پر ہوتا ہے اس لیے مطلق یہ کہنا کہ تُذَكِّرَ تَضِلَّ کے مقابلے میں ہے غلط ہے، جب تک کہ اس کا ایک معنی نسیان معین نہ کر لیا جائے۔ تُذَكِّرَ کا معنی "یاد دہانی" لینے کے لیے صاحب تفسیر خازن کو بھی تَضِلَّ کا معنی وَهُوَ النِّسْيَانُ متعین کرنا پڑا۔ لہٰذا ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ کسی

مفسّر نے مطلقاً یہ نہیں کہا کہ تُذَکِّرَ تَضِلَّ کے مقابلے میں ہے۔ یہ مدیرِ محدّث کی اپنی از خود ایجاد ہے۔

تفسیر مراغی میں ہے۔

استاذ احمد مصطفٰی المراغی نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے کہ "شہادت میں دو عورتوں کی ضرورت کیوں ہے" لکھا ہے:

"حَتّٰی اِذَا تَرَکَتْ اِحْدَاھُمَا شَیْئًا مِّنَ الشَّھَادَةِ کَانْ نَسِیَتْہُ اَوْضَلَّ عَنْھَا تُذَکِّرُھَا الْاُخْرٰی وَتُتَمِّمُ شَھَادَتَھَا وَعَلَی الْقَاضِیْ اَنْ یَّسْئَلَ اِحْدَاھُمَا بِحُضُوْرِ الْاُخْرٰی وَیَعْتَدَّ بِجُزْءِ الشَّھَادَةِ مِنْ اِحْدَاھُمَا وَبِبَاقِیْھَا مِنَ الْاُخْرٰی"

(پارہ ۳) "جب ایک عورت شہادت کا کچھ حصّہ بھول کر یا خطاء سے چھوڑ دے تو دوسری عورت اس کو یاد دلائے اور اس کی شہادت کو مکمل کرے اور قاضی کی ذمہ داری ہے کہ دوسری کی موجودگی میں پہلی سے شہادت لے اور جتنا حصّہ وُہ بیان کرے قاضی اس کو معتبر سمجھے اور بقایا شہادت دوسری سے لے اور اس کا اعتبار کرے۔"

پھر فرماتے ہیں: وَکَثِیْرٌ مِّنَ الْقُضَاةِ لَا یَعْلَمُوْنَ بِھٰذَا جَھْلًا مِّنْھُمْ بِہٖ یعنی "بیشتر قاضی اپنی جہالت کی وجہ سے شہادت کے اس طریقہ کو نہیں جانتے۔"

استاذ احمد مصطفٰی المراغی کی عبارت عورتوں کی شہادت کے بارہ میں کسی تفصیل کی محتاج نہیں، اس سے حسب ذیل صورتیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی ہیں۔

١۔ عورتوں میں سے ایک شاہدہ دوسری مذکرہ ہے تکمیلِ گواہی میں ہر دو شریک ہیں۔
٢۔ یاد دہانی سے پہلی گواہی اور یاد دہانی کی گواہی دونوں معتبر ہیں۔
٣۔ دوسری کی حاضری میں پہلی عورت گواہی دے گی۔
٤۔ یاد دہانی سے شاہدہ کی شہادت مسترد نہیں ہوگی۔
٥۔ اگر ان کے ساتھ مرد نہیں ہوگا تو صرف ان کی گواہی قابلِ قبول نہیں ہوگی۔

## احادیث:

مدیرِ محدّث نے اپنے موقف کی تائید میں چند ایک احادیث بحوالہ بخاری مسلم

بیان کی ہیں۔ ان میں سے بعض احادیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں "اَلَیْسَ شَہَادَۃُ الْمَرْاَۃِ مِثْلَ نِصْفِ شَہَادَۃِ الرَّجُلِ" یعنی کیا عورت کی شہادت مرد کی شہادت کے نصف جیسی شہادت نہیں"۔ بعض احادیث کے الفاظ یہ ہیں "فَشَہَادَۃُ امْرَأَتَیْنِ تَعْدِلُ شَہَادَۃَ رَجُلٍ" دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے۔"

مگر احادیث کے مذکورہ الفاظ سے مدیر محدّث کا موقف ثابت نہیں ہوتا مابہ النزاع یہ مسئلہ نہیں کہ دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں گی۔ یہ تو سب کے نزدیک متفقہ مسئلہ ہے۔ قرآن و حدیث اس پر شاہد ہیں۔ مدیر محدّث اور ہمارے درمیان نزاع اس بارہ میں ہے کہ گواہی کی صورت کیا ہوگی؟ مدیر محدّث کا موقف ہے کہ ہر دو عورتوں کی شہادت الگ الگ ہوگی۔ دونوں شہادتیں جمع ہو کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوں گی۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ دونوں میں ایک عورت شاہدہ ہے اور اس کے بھولنے پر دوسری عورت اس کو یاد دہانی کرائے گی دونوں ملکر ایک شہادت کو مکمل کریں گی۔ جیسا کہ اس کی تفصیل اوپر ہو چکی ہے۔ جو احادیث بیان کی گئی ہیں ان میں سے مدیر محدّث کا مدّعا ثابت نہیں ہوتا جس کی تفصیل یہ ہے کہ بیان کردہ احادیث کے الفاظ میں یہ وضاحت نہیں پائی جاتی کہ شہادت کی کیفیت کیا ہے؛ البتہ اتنا پتہ چلتا ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سائلہ کو اتنا ہی بتانا مقصود تھا کہ عقل میں کمی کس طرح ہے؛ سوال کے مطابق آپؐ نے جواب دے دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کے اس ارشاد "دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے" یا "ایک عورت کی شہادت مرد کی شہادت کے نصف جیسی ہے" کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ چنانچہ صاحب مرعات نے لکھا ہے: "اَلَیْسَ شَہَادَۃُ الْمَرْاَۃِ مِثْلَ نِصْفِ شَہَادَۃِ الرَّجُلِ اِشَارَۃٌ اِلٰی قَوْلِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ" (مرعات جلد اول ص۴۹) "اَلَیْسَ شَہَادَۃُ الْمَرْاَۃِ الحدیث" حضورؐ کا یہ ارشاد اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے جس میں ہے "فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ" الآیۃ!

"فَشَہَادَۃُ امْرَأَتَیْنِ تَعْدِلُ شَہَادَۃَ رَجُلٍ" اس حدیث کی شرح میں ابو عبداللہ المازری نے کہا ہے "وَاَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَہَادَۃُ امْرَأَتَیْنِ تَعْدِلُ

شہادۃ رجل بنبیہٖ منہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ما دراہ وھو ما نبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ علیہ فی کتابہ العزیز ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخریٰ (مسلم جلد اول شرح نووی) بہرحال عقل کا نقصان یہ ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے۔ یہ اطلاع آپؐ کی طرف سے ہے جس بناء پر آپؐ نے سمجھا ہے اور وُہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سبحانہٗ نے اپنی کتابِ عزیز میں بیان کی ہے کہ ان میں سے ایک بھول جائے تو دُوسری اس کو یاد دلائے۔

مذکورہ عبارات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ احادیث "فشہادۃ امرأتین" اور "ألیس شہادۃ المرأۃ" کا ماخذ قرآن مجید کی یہی آیت : "فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشہداء ان تضل احداھما فتذکر احداھما الاخریٰ الآیۃ ہے اس لیے عورتوں کی شہادت کے بارہ میں وہی صورت صحیح ہے جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے۔ یعنی شہادت کے وقت ایک عورت شاہدہ ہوگی اور دوسری مذکرہ جو یاد دلا کر اس شہادت کو مکمل کرے گی۔

## مولانا اشرف علی تھانویؒ:

" فتذکر احدٰھما الاخریٰ کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا موصوف لکھتے ہیں :

> "اور ایک مرد کی جگہ دو عورتیں اس لیے تجویز کی گئی ہیں تاکہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھی شہادت کے کسی حصہ کو خواہ ذہن سے یا شہادت کے وقت بیان کرنے سے بھُول جائے تو ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلا دے اور یاد دلانے کے بعد شہادت کا مضمون مکمل ہو جائے"۔ (بیان القرآن)

بات جوں پکڑ گئی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شہادت کے وقت دو عورتوں میں سے ایک شاہدہ دوسری مذکرہ ہے جو شہادت کے کسی حصّہ کے بھولنے پر اس کو یاد دلائیگی اور دونوں مل کر شہادت کو مکمل کریں گی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہر عورت کی الگ گواہی ہوگی دونوں کی گواہی مل کر ایک مرد کی شہادت کے برابر ہوں گی یہ قول باطل ہے جیسا کہ امام ابن کثیرؒ اور امام شوکانیؒ نے اس قول کی سخت تردید کی ہے اور یہ قول بھی حقیقت کے خلاف ہے کہ "فتذکر کی تخفیف کے ساتھ قرأت غلط ہے"، جیسا کہ اس کی تفصیل اوپر ہو چکی ہے۔ ہم نے جو کچھ لکھا ہے وُہ کتاب وسنّت کی روشنی میں لکھا ہے۔ بایں ہمہ وُہ حرفِ آخر

نہیں۔ اس میں صواب وخطاء کا احتمال ہے۔ اصلاحی مشورہ قبول کرنے میں کوئی دریغ نہیں ہوگا۔ تعاقب میں جو انداز اختیار کیا گیا ہے وُہ اہلِ علم کی شان کے خلاف ہے۔

مسلک کے ٹھیکیدار بتا سکتے ہیں کہ ہم سے کون سا جرم ہُوا ہے جس کے انسداد کے لیے اہلحدیث جماعت کے علماء کے دروازوں پر الحذر اور المدد کی دستک دی گئی ہے اور ان جرائد کو معتوب گردانا گیا ہے جن میں ہمارا مضمون شائع ہُوا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ تعاقب شائع کرنے سے پہلے مولانا مدنی سے مشورہ کر لیا ہوتا۔ مدیرِ محدث اس فن کے آدمی معلوم نہیں ہوتے۔

خَلَقَ اللّٰهُ لِلْحُرُوبِ رِجَالاً
وَرِجَالاً لِلْقَصْعَةِ وَالثَّرِيدِ

۳۰ر اپریل ۱۹۸۳ء

مخلص محمد صدیق رئیس جامعہ علمیہ
ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا